127277- بہو بیمار ساس کی خدمت اور تیمارداری کرنے سے انکار کرتے ہوئے علیحدہ رہائش طلب کر رہی ہے

سوال

میں دو بچوں کی ماں ہوں، ایک بچے نے شادی کر کے علیحدہ فلیٹ میں رہائش اختیار کر لی تو میں اور میرا خاوند اس کے ساتھ والے فلیٹ میں رہنے لگے، دوسرے بچے کی شادی ہوئی تو وہ ہمارے ساتھ ہی فلیٹ میں رہنے لگا، میری دوسری بہو میرے خاوند کی بھتیجی ہے اور ہمارے اس بچی اور اس کی والدہ کے ساتھ بہت ہی اچھے تعلقات تھے، لیکن شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی مجھے ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف کی بنا ملنے جلنے سے قاصر ہونا پڑا، اس لیے میں کوئی بھی کام کرنے سے قاصر ہو گئی.

تقریبا دو برس تک میری بہو ہمارے ساتھ رہی اور اچانک ہی گھر چھوڑ کر میکے چلی گئی اور علیحدہ گھر میں رہنے کا مطالبہ کرنے لگی، حالانکہ اس کا کوئی سبب بھی نہیں تھا، اور خاص کر میرے دو بچوں کے علاوہ اور کوئی اولاد بھی نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی بیٹی ہے، میں اپنا اور اپنے خاوند کی دیکھ بھال تک نہیں کر سکتی، اور مجھ سے کوئی ایسا عمل بھی نہیں ہوا جو بہو کی ناراضگی کا سبب بن سکتا ہو، بلکہ میں نے اس سے اپنی بیٹی جیسا برتاؤ ہی کرتی رہی ہوں، اور اپنی اولاد کو چھوڑ نہیں سکتی، ایک دن کے لیے بھی ان کے بغیر نہیں رہ سکتی.

ہم نے اصلاح کی پوری کوشش کی تا کہ وہ واپس گھر آ جائے لیکن ان کا مطالبہ شدت اختیار کرتا گیا کہ علیحدہ گھر میں ہی رہیگی، وقتی طور پر یہ حل بھی پیش کیا کہ ہم ایک ماہ بڑے بچے کے ساتھ رہیں گے، حالانکہ بڑی بہو ملازمت بھی کرتی ہے، اور اس کے تین بچے بھی ہیں، اور اسی طرح ایک ماہ چھوٹی بہو کے ساتھ رہیں گے، چھوٹی بہو کا کوئی بچہ بھی نہیں ہے، بلکہ چھوٹی بہو والدین کا گھر قریب ہونے کی بنا پر صبح و شام اکثر اپنے والدین کے گھر ہی رہتی تھی.

ہم نے اس کی یہ کوتاہی بھی برداشت کی اور رضامندی ہی ظاہر کرتے رہے، اور اپنے بیٹے سے بھی اسے چھپا کر رکھا کہ کہیں مشکلات نہ کھڑی ہو جائیں، ہمارے لیے تو بہو اور اس کے گھر والوں کی جانب سے یہ مشکل کھڑی کرنا بہت بڑا صدمے کا باعث بن گیا ہے، کیونکہ اس کا کوئی سبب بھی نہیں، اور ہمارے تعلقات بھی بہت قوی تھے، اور پھر میں اپنے بیٹے کو چھوڑ بھی نہیں سکتی، میں اور خاوند نے چھوٹی بہو کے لیے گھر خالی کر دیا اور بڑے بیٹے کے پاس جا کر رہنے لگے گھر سے نکلی تو میں بلند آواز سے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی، کیونکہ مجھے توقع نہ تھی کہ زندگی میں مجھے ایسا دن بھی دیکھنا پڑے گا.

اس کے بعد بہو کے والد نے لوگوں کی باتوں کی خاطر اور لوگوں سے بچنے کے لیے بہو کو اس شرط پر واپس لانے کی رضامندی ظاہر کی کہ ہم میں سے کوئی بھی اس کے گھر میں داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہی بہو کے میکے کوئی جائیگا، اس طرح میری بہو سے محبت کراہت میں تبدیل ہو گئی اور میں اس کے لیے بددعا کرنے لگی، اس حالت کو اب تقریبا دس ماہ ہو چکے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں بہو کے میکے والوں کی جانب سے قطع رحمی بھی ہو رہی ہے، میں بہت پریشان ہوں اور حرام کام میں پڑنے سے خوفزدہ ہوں، کہ کہیں یہ حرام نہ ہو، اور میں اپنے آپ پر کنٹرول بھی نہیں کر سکتی کہ اسے پسند کرنے لگوں، اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ ہمیں اس سلسلہ میں معلومات فراہم کریں، کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ ہم حرام عمل میں نہ پڑ جائیں، اور اللہ کی ناراضگی سے بچ سکیں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

اول :

ہماری سائلہ بہن آپ یہ علم میں رکھیں کہ آپ کی
بیوی کو علیحدہ اور مستقل گھر میں رہنے کا حق حاصل ہے، جس میں رہنے سہنے کی ساری ضروریات موجود ہوں، اور یہ رہائش خاوند کی وسعت وقدرت اور بیوی کی حالت کے مطابق ہوگی، یہ بیوی کے حقوق میں شامل ہے.جس سے وہ دستبردار بھی ہو سکتی ہے تاکہ بہو اپنی ساس اور سسر کے ساتھ رہ سکے، اگر وہ دستبردار ہو جائے یا پھر خاوند نے شادی کرنے سے قبل ساس سسر کے ساتھ رہنے کی شرط رکھی اور بیوی نے قبول کرلی، یا پھر بیوی کو علم ہو کہ خاوند اپنے والدین کے ساتھ ہی رہے گا علیحدہ نہیں ہوگا اور بیوی نے اسی حالت میں شادی کرنا قبول کرلیا تو پھر وہ شادی کے بعد علیحدہ رہائش کا مطالبہ نہیں کر سکتی.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جو شخص بیوی کے لیے شرط رکھے کہ وہ اسے
اپنے والد کے گھر میں ہی رکھے گا اور بیوی نے خاموشی اختیار کرلی پھر بعد میں بیوی علیحدہ رہائش کا مطالبہ کرے اور خاوند ایسا کرنے سے عاجز ہو تو خاوند پر وہ چیز لازم نہیں کی جا سکتی جس سے وہ عاجز ہے، بلکہ اگر طاقت بھی ہو تو امام مالک کے ہاں بیوی کو ایسا مطالبہ کرنے کا حق نہیں، جس میں شرط نہیں رکھی اس میں امام احمد وغیرہ کا بھی ایک قول یہی ہے"

دیکھیں : الاختیارات (541).

دوم :

ہماری بہن آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی
بہوؤں پر آپ یا آپ کے خاوند کی خدمت کرنا واجب نہیں، لیکن اگر وہ راضی خوشی کرتی ہیں تو پھر کوئی حرج نہیں، اور پھر خاوند کے بیوی کے حقوق میں شامل نہیں ہے کہ بیوی اپنی ساس اور سسر کی خدمت کرے، ان کے مابین جو شرعی عقد نکاح ہوا ہے اس کی بنا پر بیوی کے ذمہ خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے، اور خاوند سے پیدا ہونے والی اولاد کی تربیت اور دیکھ بھال کرنا فرض ہوگی.

لیکن خاوند کا اپنی بیوی کو والدین کی خدمت کرنے
کا مکلف کرنا اور اس پر انہیں مجبور کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی شریعت نے اسے

واجب کیا ہے، لیکن اگر کوئی عورت اپنی راضی و خوشی سے اجرو ثواب حاصل کرنے اور خاوند کو خوش رکھنے کے لیے خدمت کرتی ہے تو کوئی حرج نہیں.

بیوی کی جانب سے ایسے مباح امور تلاش کرنا اور اعمال بجالانا جس سے خاوند راضی ہوتا ہو یہ اس کی عقلمندی اور دینی متانت کی دلیل ہے، لیکن اگر کوئی ایسا نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے.

مزید آپ سوال نمبر (120282) کے جواب کا مطالعہ کریں.

سوم :

اگرچہ کسی شرعی دلیل کے نہ ہونے کی بنا پر آپ کی بہو پر آپ کی خدمت اور دیکھ بھال کرنا واجب نہیں، لیکن اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان تو یہ ہے :

.{اور تم آپس میں ایک دوسرے کے فضل کو مت بھولو یقینا اللہ سبحانہ و تعالی جو تم عمل کر رہے ہو انہیں خوب دیکھنے والا ہے }.البقرۃ(237).

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا یہ بھی فرمان ہے :

.{اور تم (ایک دوسرے کے ساتھ) احسان کرو، یقینا اللہ تعالی احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے }.البقرۃ(195).

اہل مروت لوگوں میں تو یہ رواج بن چکا ہے اور خاص کر جب خاوند اور بیوی کا آپس میں پہلے سے ہی رشتہ دار ہوں جو کہ آپ میں موجود ہے، اور پھر اس کی اولاد بھی نہیں بلکہ بیوی سارا دن فارغ رہتی ہے، اور اس کو کوئی کام بھی نہیں.

لیکن آپ کے بچوں پر واجب ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی بیویوں کی معاونت کریں، اور اگر کسی ایک بہو پر بوجھ ہو تو دوسری بہو اس کی معاونت کرے، اس سلسلہ میں بھی آپ کے بیٹوں کو ان کی معاونت کرنا ہوگی، اور اگر وہ ملازمہ لا کر رکھنے کی استطاعت ہو تو وہ آپ کے لیے ملازمہ رکھ لیں اور ان کی

بیویوں کو بھی حسب استطاعت کام کرنے کا کہہ سکتے ہیں، اور پھر اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے.

چہارم :

اس عورت اور اس کے خاندان والوں کے متعلق آپ میں جو تبدیلی آئی ہے وہ ایک طبعی چیز ہے، کیونکہ احسان کرنے والے کے ساتھ محبت پیدا ہونا اور برا سلوک کرنے والے کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنا ایک طبعی چیز ہے اور یہ خود بخود پیدا ہو جاتی ہے.

لیکن فضل و کرم والے لوگ اس کے پیچھے نہیں پڑ جاتے بلکہ وہ اس کے اثرات سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور جو ان کے ساتھ برا سلوک کرے اس معافی و درگزر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{**اور برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے، اور جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، یقینا بات یہی ہے کہ اللہ تعالی ظالموں سے محبت نہیں کرتا**}.الشوری (40).

اگر انسان اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والے کو معاف کر کے احسان کے مقام و مرتبہ تک پہنچ جائے تو اس کے لیے یہ اللہ جل جلالہ کی جانب سے بہت عظیم فضل و کرم کا باعث ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{**نیکی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی، برائی کو بھلائی سے دور کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائیگا جیسا دل دوست، اور یہ بات تو صرف صبر کرنے والوں کو ہی حاصل ہوتی ہے، اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا، اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، یقینا وہ بہت ہی سننے والا خوب جاننے والا ہے**}.حم السجدۃ (34–35).

شیخ سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"خاص احسان کا موقع بہت بڑا ہے، وہ یہ کہ
جس نے آپ کے ساتھ برا سلوک کیا ہے اس کے ساتھ تم احسان کرو، اسی لیے اللہ تعالی نے
فرمایا ہے:

"برائی کو اچھائی کے ساتھ دفع اور دور کرو
"

یعنی جب مخلوق میں سے آپ کے ساتھ کوئی شخص برا
سلوک کرے، خاص کر وہ شخص جس کا آپ پر بہت بڑا حق ہے مثلا رشتہ دار اور دوست و
احباب وغیرہ آپ کو برا کہیں یا آپ کے ساتھ کوئی برا فعل کریں تو آپ اس کے مقابلہ
میں اس کی ساتھ احسان کریں، اگر وہ شخص آپ سے قطع تعلقی کرتا ہے تو آپ اس سے صلہ
رحمی کریں، اور اگر وہ آپ پر ظلم کرتا ہے تو آپ اسے معاف کر دیں، اور اگر وہ آپ کے
خلاف باتیں کرتا ہے تو آپ اس کا بلدمت لیں بلکہ اسے معاف کر دیں، اور اس کے ساتھ
نرم رویہ کے ساتھ بات چیت کریں.

اور اگر وہ آپ سے بائیکاٹ کرتا ہے اور آپ سے کلام
نہیں کرتا تو آپ اس کے ساتھ پھر بھی اچھی بات کریں، اور اسے سلام کریں، اس لیے جب
آپ برائی کے مقابلہ میں اچھائی اور نیکی کریں گے تو اس سے عظیم فائدہ حاصل ہوگا.

اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

"تو وہ شخص جس کے اور آپ کے درمیان دشمنی
ہے وہ دلی دوست بن جائیگا" یعنی وہ قریب اور شفقت کرنے والا بن جائیگا.

اور یہ خصلت صرف اسے ہی حاصل ہوتی ہے اس کی توفیق
بھی اسے ہی ملتی ہے جو ناپسند اشیا کے حصول پر صبر سے کام لیتے ہیں، اور جو اپنے
آپ کو اللہ تعالی کی محبوب اشیاء پر مجبور کر دیتے ہیں، کیونکہ نفوس میں طبعی طور
پر برے سلوک کے بدلے میں برا سلوک کرنا ہی پایا جاتا ہے، اور معاف نہیں کرتے، تو
پھر احسان کیسے کریں، اس لیے صبر سے کام لینے والوں میں ہی احسان پایا جائیگا.

چنانچہ جب انسان اپنے آپ کو صبر پر تیار کرتے
ہوئے اللہ سبحانہ وتعالی کے حکم پر عمل کرے، اور اس کے عظیم اجر و ثواب کو کا علم
حاصل کرلے، اور اسے معلوم ہو جائے کہ برا سلوک کرنے والے شخص کے ساتھ اسی طرح کا

برا سلوک کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، بلکہ اس سے بغض وعداوت اور نفرت و دشمنی میں اضافہ ہوتا ہے، اور ایسے شخص کے ساتھ حسن سلوک اوراحسان کرنے سے اس کی عزت میں کمی واقع نہیں ہوگی، بلکہ تواضع وانکساری سے تو عزت میں اوراضافہ ہوتا ہے
اگر اسے ان سب اشیاء کا علم ہوجائے تو اس کے لیے یہ معاملہ آسان ہوجائیگا، اور وہ اس پر عمل کرتے ہوئے لذت و حلاوت حاصل کریگا.

اور یہ چیز تو نصیبے والوں کو ہی حاصل ہوتی ہے.

کیونکہ یہ خصلت تو مخلوق میں سے خاص اشخاص کی ہے،
جس کے ذریعہ بندہ دنیا و آخرت میں رفعت وبلندی حاصل کرتا ہے، جو مکارم اخلاق کی سب سے عظیم اور بڑی خصلتوں میں شامل ہوتی ہے " انتہی

دیکھیں: تفسیر السعدی (749).

اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی، اور
معافی و درگزر کرنے پر اللہ تعالی بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے، اور جو کوئی بھی تواضع اختیار کرے اللہ تعالی اسے اور مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (2588).

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی آپ دونوں
کے مابین اصلاح فرمائے، اور ہمیں سیدھی راہ دکھائے.

واللہ اعلم